دوران وبا اجیر کے حقوق اور اسلامی تعلیمات: تجزیاتی مطالعہ

The Rights of Workers and Islamic Teachings During the Epidemics

Sadaf Siraj
MPhil scholar, Institute of arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot:
sadafsiraj47@gmail.com

Dr. Sumera Rabia
Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot:

sumera.rabia@gcwus.edu.pk

Sadia Arif
Lecturer, Aspire Group of Colleges, Sialkot:
sadiaarif199917@gmail.com

Abstract:
In human history, countless epidemics have come and gone. And the coming and going of epidemics is part of the world system. Well, every epidemic affects society, but there are some epidemics that affect the world on a large scale. And these anti-humanity epidemics not only affect the people living in slums, but also those living in palaces and government houses are not able to protect themselves from it. Where Islam has clarified the rights and regulations for every sector of life, it has also clarified the rights of the wage earner, the basic role of trade and economy. The sovereignty and ownership of the whole world is established only by Allah, the workers who adhere to the principles of taking help from others and helping others and are the guarantors of the development of any country and nation,.If for some reason they are moved from their place, the whole society is affected. Every time the epidemics turn to a land, they become a disaster for humans, which disrupts the country's economy. That especially affects the lives of the wage earners, which clearly changes their quality of life and they have to face economic and social problems due to the epidemic. But Islam is the only religion which has encouraged to take care of all human rights and duties. Quran and Sunnah have clarified all the principles of living. You just need to know them and follow them. Islam's economic It is essential to follow the Qur'an and Sunnah in all the principles of the social system. And these characteristics distinguish it from

the rest of the world's systems. Islam is a religion that has clear teachings for Muslims in every hardship.

Keywords: *Islam, Quran and Sunnah, social problems, Workers*

انسانی تاریخ میں بے شمار وبائیں آتی اور ختم ہوتی رہی ہیں۔اور وباؤں کا آنا جانا نظام دنیا کا حصہ ہے۔ویسے تو ہر وبا ہی معاشرے کو متاثر کرتی ہے لیکن کچھ وبائیں ایسی ہوتی ہیں جو دنیا کو وسیع پیمانے پر متاثر کرتی ہیں۔اور یہ دشمن انسانیت وبائیں نہ صرف کچے مکانوں میں رہنے والے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں بلکہ محلات اور حکومتی ایوانوں میں بسنے والے بھی اس سے خود کو محفوظ نہیں رکھ پاتے۔اسلام نے جہاں زندگی کے ہر شعبے کے لیے حقوق وضوابط واضح فرمائے ہیں وہاں تجارت ومعیشت کے بنیادی کردار اجیر کے حقوق کو بھی واضح فرمایا ہے۔پوری دنیا پر صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت وملکیت قائم ہے اجیر جو دوسروں سے مدد لینے اور دوسروں کی مدد کرنے کے اصولوں پر کاربند ہیں اور کسی بھی ملک وقوم کی ترقی کے ضامن ہیں اگر کسی وجہ سے یہ اپنی جگہ سے ہل جائیں تو پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔وبائیں جب بھی کسی سرزمین کا رخ کرتی ہیں تو انسانوں پر ایک ایسی آفت بن کر نازل ہوتی ہیں جس سے ملکی معیشت درہم برہم ہو کر رہ جاتی ہے جو کہ بالخصوص اجیر کی زندگیوں کو بہت متاثر کرتی ہیں جس سے ان کے معیار زندگی میں بھی واضح طور پر تبدیلیاں آجاتی ہیں اور انہیں وبا کی وجہ سے معاشی اور سماجی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مگر اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے انسان کے تمام حقوق وفرائض کا خیال رکھنے کی ترغیب دی ہے۔قرآن وسنت نے زندگی گزارنے کے تمام اصول واضح کر رکھے ہیں۔بس ان کو جاننے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔اسلام کے معاشی وسماجی نظام کے تمام اصول واقدار میں قرآن وسنت پر عمل کرنا لازمی امر ہے۔اور اسکے یہی خصائص اسے دنیا کے بقیہ تمام نظاموں سے ممتاز رکھتے ہیں۔اسلام ایک ایسا دین ہے جو ہر آسانی وتنگی میں مسلمانوں کے لیے واضح تعلیمات رکھتا ہے۔

وبا کا معنی ومفہوم

ایک ہی بیماری کے بہت سارے مریضوں کا تیزی کے ساتھ سامنے آنا وبا کہلاتا ہے۔چاہے وہ ایک ہی علاقے میں ہوں یا پھر مختلف علاقوں میں، اور کسی سنگین مرض کی ایسی وبا جو بہت تیزی کے ساتھ ایک ہی وقت میں کئی ممالک میں پھیل رہی ہو عالمی وبا کہلاتی ہے۔[1]

[1]Jeremy Youde,Simon Rushton,*routledge Handbook of Global Health Security*(London:Routledge,2014)

المنجد میں لوئیس معلوف نے وبا کے معنی لکھے ہیں:

الوبا:عام بیماری

توبا البلد: کسی شہر کی آب وہوا کا نامناسب ہونا[2]

القاموس کے مطابق وبا سے مراد ہے:

الوبا: پھیلنے والی بیماری (طاعون وغیرہ)

ستوبا فلان الارض: کسی علاقے کو وبازدہ پانا یا ناموافق پانا[3]

لغت کے اعتبار سے وبا ہوا کی خرابی کی وجہ سے ہونے والے مرگ عام کو کہتے ہیں، متعدی یا پھیلنے والی بیماری جیسے کہ طاعون، ہیضہ وغیرہ۔[4]

لفظ وبا کا مادہ (و،ب،ا) ہے اور یہ اسم، مونث اور واحد ہے جسکی اصل عربی ہے اور اس کے معنی خرابی، علت، برائی یا عیب جو معاشرے میں سرایت کر جائے۔ اور اجتماعی برائی یا بر ارجان جو عام ہو۔ اس کے علاوہ وہ مرگ عام، ملک گیر مرض یا وہ بیماری جو کثرت کے ساتھ پھیلے جیسے کہ متعدی امراض: ہیضہ، طاعون وغیرہ، یا وہ بلائے آسمانی جو انسانوں کی تباہی وبربادی کا سبب بنے۔

اجیر کا معنی ومفہوم

کسی کے ہاں اجرت پر محنت ومزدوری کرنے والے شخص کو اجیر کہتے ہیں یہ عربی زبان کا لفظ ہے جو لوگ کسی سرمایہ دار کے ماتحت ہو کر کام کریں ان کو اجیر کہتے ہیں۔[5]

المنجد میں لوئیس معلوف اجیر کے معنی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

---

[2] لوئیس معلوف، المنجد (بیروت:الطبعۃ الکاتولیکیہ، 1931ء)، ص945

lwyys mʿlwf,ālmnǧd (byrwt:ālṭbʿẗālkātwlykyh,1931ʾ),p945

[3] قاسمی کیرانوی، مولانا وحید الزمان، القاموس الوحید (کراچی: ادارہ اسلامیہ، 1422ھ)، ص1803

qāsmy kyrānwy,mwlānā wḥyd ālzmān ,ālqāmws ālwḥyd(krācy:ādārh āslāmyh, 1422h), p1803

[4] مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (لاہور: رفاہ عام پریس، 1908ء) 4/645

mwlwy syd āḥmd dhlwy,frhngٖpfyh(lāhwr:rfāh ʿām prys,1908ʾ)4/645

[5] قریشی، طفیل احمد، اقتصادی مسائل اور ان کا حل (اسلام آباد: پورب اکادمی، 2005ء)، ص57

qryšy,ṭfyl āḥmd ,āqtpādy msāyl āwr ān kā ḥl (āslām ٖbād:pwrb ākādmy,2005ʾ),p57

الاجیر: (مزدوریانوکر)،الاجر الاجارہ:(کرایہ،مزدوری)[6]

مفردات القرآن کے مطابق اجیر سے مراد ہے:

الاجیر بروزن فعیل بمعنی فاعل یا مفاعل

یعنی اجیر فعیل کے وزن پر ہے جس کے معنی فاعل یا مفاعل ہیں اجرت یا معاوضے پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔[7]

القاموس میں اجیر کسی عارضی ملازم یا مزدور کو کہا جاتا ہے یا وہ کرایہ کا آدمی جس سے کسی رقم یا مال کے معاوضے پر کوئی سیاسی کام لیا جاتا ہو۔[8]

فقہی اصطلاح میں محنت کرنے والے مزدور کو اجیر کہا جاتا ہے۔[9] جبکہ معاشی اصطلاح میں مولانا تقی عثمانی کے مطابق اجیر وہ لوگ ہیں جن کی محنت سے کوئی نئی پیداوار وجود میں آتی ہے۔[10] اجیر کے لیے پیداواری عوامل میں محنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ محنت سے مراد انسان کی وہ دماغی وجسمانی جستجو ہے جس کے بدلے میں وہ دولت یعنی زر کماتا ہے۔[11] لہذا کوئی بھی مزدور جو اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے اجرت کے عوض محنت کرتا ہے اسے اجیر کہا جاتا ہے۔

اجیر کی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں اجیر خاص اور اجیر مشترک

---

[6] لوئیس معلوف، المنجد، ص49

lwyys mʿlwf,ālmnǧd ,p49

[7] راغب اصفہانی، مفردات القرآن (بیروت:الدار القلم الدار الشامیہ، 1412ھ) 1/65

rāġb āpfhāny,mfrdāt ālqrˉn(byrwt:āldār ālqlm āldār ālšāmyh,1412h65/1(

[8] قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید، ص111

qāsmy kyrānwy,ālqāmws ālwḥyd,p111

[9] ندوی، مولانا مجیب اللہ، اسلامی قانون محنت واجرت (لاہور:مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1985ء)، ص12

ndwy,mwlānā mǧyb āllh ,āslāmy qānwn mḥnt wāǧrt (lāhwr:mrkz tḥqyq dyāl sngh ṭrsṭ lāybryry1985, ʾ),p12

[10] مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت (کراچی:مکتبہ معارف القرآن، 2003ء) ص53

mfty mḥmd tqy ʿṯmāny,āslām āwr ǧdyd mʿyšt wtǧārt (krācy:mktbh mʿārf ālqrˉn,2003ʾ)p53

[11] نور محمد غفاری، اسلام کا معاشی نظام (لاہور:مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1994ء)، ص190

nwr mḥmd ġfāry,āslām kā mʿāšy nẓām(lāhwr:mrkz tḥqyq dyāl sngh ṭrsṭ lāybryry,1994ʾ),p190

اجیر خاص اس مزدور کو کہتے ہیں جو اجرت کے بدلے اپنی خدمات کسی دوسرے انسان کے لیے وقف کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کارخانہ یا فیکٹری میں کام کرنے والا ملازم یا گھروں میں کام کرنے والے ملازم۔

علامہ علاؤالدین الدار المختار میں اجیر خاص کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ اجیر خاص کو اجیر واحد بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ صرف ایک انسان کے لیے خود کو وقف کرتا ہے اور اس میں اجارہ کا بھی وقت طے کر لیا جاتا ہے جیسے ہی کوئی اجیر خود کو خاص مدت کے لیے آجر کو وقف کرے گا اجرت کا حقدار ٹھہر جائے گا۔ [12]

اجیر مشترک سے مراد وہ پیشہ ور افراد ہیں جو مستقل طور پر کوئی پیشہ ورانہ کام کرتے ہیں جیسے کہ لوہار، سنار، بڑھئی وغیرہ اور مختلف لوگ ان سے کام کروا کر انہیں اجرت دیتے ہیں۔ [13]

دوران وبا اجیر کے معاشی حقوق

دوران وبا صنعتی ادارے بند ہونے کی صورت میں اجیر کو معاشی طور پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کی آمدنی میں اس قدر کمی واقع ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو اپنے اخراجات اسی نارمل روٹین کے ساتھ پورے کرنے میں کافی دشواری اٹھانا پڑتی ہے۔ جسکی وجہ سے مزدور طبقہ کو پریشانیوں اور الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

روزگار انسان کی بنیادی ضرورت ہے قرآن و حدیث میں بھی جگہ جگہ فقر وفاقہ سے پناہ کا حکم دیا گیا ہے اور کسب معاش کی تلقین کی گئی ہے مگر جب کوئی وبا پھیلتی ہے تو اس کی وجہ سے نہ صرف معیشت سے منسلک افراد کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ پورا معاشرہ اس سے متاثر ہوتا ہے۔ آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے انسان کی زندگی حرکت سے خالی ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایک جسم کی مانند ہے اگر جسم کو حرکت نہ دی جائے تو وہ سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسطرح چھ سے سات افراد کو سہارا دینے والا واحد ذریعہ خود سہاروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اگرچہ سیرت رسول ﷺ جسے قرآن کریم نے اسوہ حسنہ کا نام دیا ہے، میں تمام انسانوں کے حقوق کا درس ملتا ہے۔ چاہے وہ انسان معیشت دان ہو یا سیاستدان، صنعتکار و تاجر یا پھر دیہاڑی دار مزدور ہر ایک کے لیے امید کی کرن لے کر آتا ہے۔

---

[12] حصکفی، علاؤالدین محمد بن علی الحنفی، الدار المختار (بیروت: دارالفکر للطباعہ والنشر والتوزیع، 1428ھ) 64/6
ḥpkfy,lāwāldyn mḥmd bn ʿly ālḥnfy,āldār ālmḫtār (byrwt:dārālfkrllṭbāʿh wālnšrwāltwzy,1428h64/6 (

[13] مجیب اللہ ندوی، اسلامی قانون محنت واجرت، ص12
mğyb āllh ndwy,āslāmy qānwn mḥnt wāğrt ,p12

لہذا وباؤں جیسی ناگہانی آفات میں اجیر کی بڑی تعداد شدید متاثر ہوتی ہے اور انہیں بیروزگاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ روزگار کا حصول ہر فرد کا بنیادی حق ہے۔اور متاثرہ افراد کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے معاشرے کے صاحب حیثیت افراد نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی دی ہوئی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے باہمی تعاون کی روش اپنا کر ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔اور اسکی بہترین مثال ہجرت مدینہ ہے جب مہاجرین بے روزگار تھے اور انصار نے ان کی مدد کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انکے کھجوروں کے باغات مہاجرین میں تقسیم کر دیے جائیں۔ جس پر آپؐ نے انکار فرما دیا تب انصار نے کہا کہ مہاجرین ہمارے باغات کی دیکھ بھال اور آبپاشی کے نظام کو سنبھالیں گے اور اس سے جو پھل آئے گا وہ انکے اور ہمارے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔اور اس بات کو مہاجرین نے قبول کر لیا جس سے انکی عزت نفس پر بھی حرف نہ آیا اور مہاجرین کو انصار کی مدد سے روزگار بھی مل گیا[14]۔

معاشرے کے صاحب حیثیت لوگوں کو چاہیے کہ اگر کسی ناگہانی آفت کے سبب مسلمان بھائیوں کا ذریعہ معاش ختم ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو سکے انکو اس پریشانی سے نجات دلانے میں انکی مدد کریں۔اگر ہم مسلمانوں کے اندر یہ جذبہ ہمدردی و تعاون پیدا ہو جائے کہ اپنے بیروزگار بھائیوں کو اپنے روزگار میں شریک کر کے اس پریشانی سے چھٹکارا پانا ہے تو ہم کسی صورت بھی اس میں ناکام نہیں ہو سکتے۔

اجرت کی ادائیگی

دوران وبا اجرت کی بروقت ادائیگی اجیر طبقہ کا ایک نہایت اہم حق ہے کیونکہ جن اجیر حضرات کو بنا اجرت کے گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے، تنخواہ میں کٹوتی کر لی جاتی ہے یا اس میں تاخیر کی جاتی ہے ان کے لیے وہ انتہائی مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ مگر اسلام کی رو سے جب ان کے حقوق پر نظر دوڑائی جائے تو اسلام ہمیں یہی سبق دیتا ہے کہ جب بھی کسی

[14] بخاری ،محمد بن اسماعیل،الجامع المسندالصحیح المختصرمن امورسول اللہ وسننہ وایامہ (بیروت:دار ابن کثیر،1422ھ)کتاب المزارعة،باب اذ قال اکفنی مؤونةالنخلاوغیرہ،(3335)

bẖāry ,mẖmd bn āsmāʿyl,ālğāmʿ ālmsndālpẖyẖ ālmẖtprmn āmwrrswl āllh wsnnh wāyāmh (byrwt:dār ābn kṯyr,1422h(ktāb ālmzārʿẗ,bāb āḏ qāl ākfny mwwnẗālnẖlāwġyrh,3335))

شخص کو مزدوری پہ رکھا جائے تو سب سے پہلے اسکی اجرت کا تعین کر لیا جائے۔ تاکہ بعد میں اجرت کو لیکر کسی بھی معاملے میں بدمزگی نہ پیدا ہو۔ اسی حوالے سے حدیث مبارکہ ہے:

"حضرت ابن جریج نے کہا: کہ میں نے حضرت عطا سے پوچھا میں ایک غلام ایک سال کے لیے صرف خوراک کی شرط پر نوکر رکھنا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں بس نوکر رکھتے وقت جو شرط لگالیں وہ درست ہے۔"[15]

اسلام ایک ایسا دین ہے جو اجیر کی اجرت متعین کرنے کے ساتھ اسکی ادائیگی وقت پر کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اس لیے کہ اگر اجیر کو اسکی اجرت تاخیر سے ادا کی جائیگی تو اسے مالی طور پر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے اسلام میں مزدور کی مزدوری کو تاخیر سے ادا کرنا کسی ظلم سے کم نہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مالدار کا مالدار ہونے کے باوجود دوسروں کا حق ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے"[16]

وباؤں کے پھیلنے سے صنعتی ملازمین کو معاشی طور پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر ہمارا مذہب ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ مزدور کو اسکی تعین کی گئی اجرت اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنی چاہیے اور جان بوجھ کر حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا اسلام کے نزدیک ظلم کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

لہذا آجر کا اجیر کو اسکی محنت کے مطابق اجرت دینا ایک اچھا اور نیک عمل ہے۔ آپؐ نے صرف زبانی احکامات ہی جاری نہیں کیے بلکہ خود ان پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ آپؐ نے اپنے ماتحتوں اور زیر دستوں کے نہ صرف حقوق کا خیال رکھا بلکہ ان کے ساتھ احسن طریقے سے معاملات کر کے دکھائے۔

اجیر سے کام لینا اور پھر اسے بروقت اور اسکی محنت کے مطابق مزدوری نہ دینے پر اسلام نے مذمت کی ہے۔ جو کہ احادیث سے واضح ہے آپؐ نے فرمایا:

---

[15] نسائی، احمد بن شعین بن یحیٰ بن سنان بن دینار، السنن الکبریٰ (بیروت: موسسة الرسالة، 1421ھ)، کتاب الاحکام والمسائل فی مجرات، باب شروط منح الارض للزراعة و اوراقها: (3892)

nsāyy,āḥmd bn šʿyn bn yḥyyٔ bn snān bn dynār,ālsnn ālkbry (byrwt:mwssẗ ālrsālẗ1421,h(,ktāb ālāḥkām wālmsāyl fy mğrāt,bāb šrwṭ mnḥ ālārḍ llzrāʿẗ w āwrāqhā: (3892)

[16] امام بخاری، الجامع الصحیح ،کتاب الاجارة، باب اثم من منع اجر الاجیر ،(2270)

āmām bẖāry, ālğāmʿ ālpḥyḥ ,ktāb ālāğārẗ,bāb āṯm mn mnʿ āğr ālāğyr ,(2270)

"عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم ،قال ،قال الله تعالی ثلاثة انا خصمهم یوم القیامة رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حراً فا اکل ثمنه ورجل استاجر اجیرا فاستوفی منه ولم یعطه اجره"[17]

(ترجمہ) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ روز قیامت میں خود تین قسم کے لوگوں کا مدعی بنوں گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر کسی سے وعدہ کیا پھر اسکی خلاف ورزی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کیا اور خود اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی آدمی کو اپنے پاس اجرت پر مزدور رکھا اور اسکی اجرت اسے ادا نہ کی۔

اس حدیث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو مزدوری پر رکھے اور اس سے مقرر کیے گئے وقت کے مطابق پورا کام لینے کے بعد اسکی اجرت اسے بروقت اور اسکی محنت کے مطابق ادا نہ کرے گا تو آجر کا شمار ظلم اور زیادتی کرنے والوں میں ہو گا۔ جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید سنائی ہے۔ اسلام اجیر کے حق اجرت کی ٹھیک ٹھیک ادائیگی کی تلقین بھی کرتا ہے اور اگر کوئی ان کے ساتھ ناانصافی کرنے کی کوشش کرے تو اسے ڈراتا ہے کہ ایسا کرنے والے نے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لی ہے اور اللہ کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے۔

ایک اور جگہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزدور کو اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی مزدوری ادا کر دو"[18]

دراصل اجرت کی قدر و منزلت وہ ہے جو اسلام مزدور پیشہ طبقہ کو عنایت کرتا ہے ہمارے معاشرے میں مالک یا آقا خود کو اعلیٰ اور مزدور یا غلام کو حقیر سمجھتا ہے۔ اور یہی تصور مالک کو مزدور پر زیادتی کرنے میں حوصلہ افزائی فراہم کرتا ہے۔ لیکن اسلام نے نہ صرف مزدوروں کے حقوق متعین کیے ہیں بلکہ مالکوں کے اس تصور پر کاری ضرب بھی لگائی ہے۔

قرض حسنہ

وبائی دورانیہ میں صنعتی ملازمین کی معاشی حالت اس قدر ناگزیر ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات قلت سرمایہ کے سبب دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر قرض لینا پڑتا ہے۔ مگر موجودہ دور میں کسی مجبور و لاچار انسان کی حاجات کو پورا

---

[17] بخاری، الجامع الصحیح،کتاب اجارہ،باب اثم من منع اجر الاجیر، (2270)
bẖāry, ālğāmʿ ālpḥyḥ,ktāb āğārh,bāb āṯm mn mnʿ āğr ālāğyr, (2270)

[18] بیہقی،ابو بکر احمد بن حسین بن علی،السنن الکبریٰ(بیروت:دار الکتب العلمیہ،1424ھ)9/ 42
byhqy,ābw bkr āḥmd bn ḥsyn bn ʿly,ālsnn ālkbryٰ(byrwt:dār ālktb ālʿlmyh,1424h42/ 9(

کرنے کے لیے قرض کی یہی صورت ہے کہ اسے سود پر ہی قرض ملتا ہے۔ جبکہ اسلام وہ دین ہے جو سود کے خلاف ہے اور قرض حسنہ کا درس دیتا ہے اور مشکلات سے دوچار افراد کو بلا سود قرض حسنہ کی فراہمی ان کا بنیادی حق ہے جو کہ اسلام انہیں فراہم کرتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں قرض حسنہ کو بہت فضیلت حاصل ہے:

"حضرت انس بن مالک سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا، میں نے معراج کے وقت جنت کے ایک دروازے پہ یہ لکھا ہوا پایا صدقہ کرنے کا اجر دس گنا زیادہ ہے اور قرض دینے کا اجر اٹھارہ گنا زیادہ، اس پر میں نے جبرائیلؑ سے سوال کیا قرض کا اجر صدقہ سے زیادہ کیوں ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا سائل اس حال میں ہاتھ پھیلاتا ہے کہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے مگر قرض لینے والا انتہائی ضرورت کے وقت قرض مانگتا ہے"[19]

مطلب کہ قرض مانگنے والا شدید ضرورت کے وقت قرض لیتا ہے اور لینے کے ساتھ اسے واپس لوٹانے کی بھی فکر ہوتی ہے۔ جبکہ دیکھا جائے تو سائل کو واپس لوٹانے کی فکر نہیں ہوتی۔ اس لیے صاحب حیثیت لوگوں کو چاہیے کہ وہ ضرورت مند کو قرض حسنہ دے کر اس کی پریشانی کم کرنے میں اسکی مدد کریں۔ اس کے ساتھ قرضدار کو واپسی قرض میں جہاں تک ممکن ہو مہلت بھی دینی چاہیے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"[20]

(ترجمہ) اور اگر قرض دار تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو، اور اگر تم صدقہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف قرضدار کو آسانی تک مہلت دینے کا حکم دیتا ہے بلکہ سود سے منع بھی فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"[21]

---

[19] ابن ماجه ، محمد بن يزيد ،السنن (الرياض:دارالسلام،1428ھ)كتاب الصدقات،باب القرض،(2431)
ābn māğh , mḥmd bn yzyd ,ālsnn (ālryāḍ:dārālslām,1428h(ktāb ālpdqāt,bāb ālqrḍ,(2431)

[20] البقرہ2: 280
ālbqrh280 :2

[21] البقرہ2:278
ālbqrh278:2

(ترجمہ)اے ایمان والو!اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بھی سود میں سے باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تم (صدق دل سے) ایمان رکھتے ہو۔

نظام معیشت ہو یا کوئی بھی باہمی لین دین سب کو بہترین طریقے سے چلانے کے لیے اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے معاملات طے کرتے ہوئے نرمی اختیار کی جائے۔

حدیث نبویؐ ہے:

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا جو شخص خریدتے، بیچتے یا کسی قسم کا تقاضا کرتے ہوئے نرمی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔"[22]

مندرجہ بالا آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو حکم دیتا ہے کہ ضرورت مند افراد کو بلا سود قرض حسنہ دیا جائے۔ اگر قرض لینے والا زیادہ ہی مجبور و لاچار ہے تو اسے حالات کشادہ ہونے تک قرض لوٹانے میں مہلت دی جائے اور اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ اختیار کیا جائے اور اگر کسی کو قرض معاف کر دیا جائے تو اس کام کا اللہ کریم کے پاس اجر عظیم ہے۔

معاشی تعاون

وبائی دورانیہ میں جن اجیر حضرات کو بہت زیادہ مشکل حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے انہیں اگر انکے عزیز و اقارب اور دوست احباب کی جانب سے تعاون و مدد میسر ہو جائے تو ان کے لیے ان مشکل حالات سے لڑنا کسی حد تک آسان ہو سکتا ہے۔ مگر مدد کرنے کے معاملے میں اکثر لوگ خود غرضی اور لاتعلقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جبکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو ایسا معاشرہ قائم کرنے پر زور دیتا ہے جس کی بنیاد ہی باہمی تعاون، انصاف اور اعتماد پر ہو۔ جس کی رگ رگ میں شفقت، ایثار اور محبت رچی بسی ہو۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو ہر صورت میں یہی درس دیتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ کیونکہ ایک خوشحال معاشرے کی بقا اور ترقی ہی باہمی تعاون اور باہمی امداد پر منحصر ہے۔ اسلامی تعلیمات انسان کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا رشتہ مضبوط کرنے پر زور دیتی ہیں۔

---

[22] ابن ماجه ،السنن ،كتاب التجارات،باب السماحةفی البيع،(2203)

ābn māğh ,ālsnn ,ktāb āltğārāt,bāb ālsmāḥ̈fy ālby,(2203)

اسلام ہی وہ دین ہے جس کا مقصد معاشی حالت کی بہتری، غربت کا خاتمہ، محتاج اور ضرورت مندوں کو فقر وفاقہ سے بچانا اور انکی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ در حقیقت انسان خود اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے مگر جب وہ خود اس قابل نہ ہو اور اپنے معاملات میں لاچار ہو جائے تو اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسکا تعاون اور اسکی مدد کرنا اسلام نے صاحب حیثیت پر فرض قرار دیا ہے۔ جن میں دوست احباب، عزیز واقارب اور وہ لوگ شامل ہیں جن کے ماتحت رہ کر مزدور مزدوری کرتا ہے۔

تعاون پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ ہے:

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"[23]

(ترجمہ)اور مدد کرو آپس میں نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں۔

باہمی تعاون صرف مالی امداد سے ہی ممکن نہیں بلکہ اسکی تشریح یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کی بدولت اجیر کے لیے کام کو انجام دینے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے تو اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اس کام کو ادھورا چھوڑ دیا جائے اور نہ ہی اسکا یہ مطلب ہے کہ ہر حال میں مزدور سے وہ کام نکلوایا جائے چاہے اس کے لیے اسے کتنی ہی مشقت کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ بلکہ ایسی صورتحال میں اجیر کی مدد اور اعانت کرنی چاہیے۔[24]

"فرمان نبوی ﷺ ہے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت بر لاتا ہے تو اللہ کریم اس کی حاجت بر لاتا ہے اور جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت دور کرتا ہے اللہ کریم قیامت کے دن اسکی مصیبت کو دور فرمائے گا"[25]

---

[23] المائدہ 2:5

ālmāydh2:5

[24] یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے (بھارت: مطبع ابراہیمیہ حیدرآباد، 1950ء) 2/370

ywsf āldyn,āslām ky mʿāšy nẓryy(bhārt:mṭbʿ ābrāhymyh ḥydr̄bād,1950ʾ)2/370

[25] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن) کتاب الحدود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الستر علی المسلم، (1426)

trmḏy,ābw ʿysy mḥmd bn ʿysy,ğāmʿ trmḏy (byrwt:dārālktb ālʿlmyh,s n) ktāb ālḥdwdʿn rswl āllh ply āllh ʿlyẗ wslm ,bāb māğāʾfy ālstr ʿly ālmslm,(1426)

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

"کسی مسکین پر خرچ کرنا صدقہ ہے اور کسی قرابت دار یا رشتہ دار پر خرچ کرنا صلہ رحمی بھی ہے اور صدقہ بھی"[26]

قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق معاشرہ ایک جسم کی مانند ہے جو باہمی تعاون، محبت، امن اور رواداری پر قائم ہے جس میں کمزور کی دستگیری، بھلائی، نیکی، ناداروں اور محتاجوں کی دادرسی کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ ہر انسان دوسرے انسان کا مددگار ومعاون بن سکے۔ چنانچہ جب باہمی تعاون قرآن وسنت کی روشنی میں اور اسکی تعلیمات کے مطابق ہو گا تو امت مسلمہ کا ہر فرد چاہے وہ اجیر ہو یا کسی اور کام سے منسلک سب کی بنیادی خواہشات پوری ہو سکیں گی۔ اسلامی معاشرہ کو باہمی تعاون کے اصولوں پر کھڑا کرنے کے لیے اسلام نے خاندان اور معاشرے کے افراد کے مابین یک جہتی اور تعاون کرنے پر زور دیا ہے اور حقوق وفرائض کی بنیاد محبت اور صلہ رحمی پر رکھی ہے۔ کیونکہ کسی بھی خاندان اور معاشرے کے درمیان محبت اور تعاون کا وجود ہونا لازمی امر ہے۔

حکومتی اداروں کا تعاون

دیکھا جائے تو وبائی ایام میں لوگوں کی امداد اسطرح نہیں کی جاتی جسطرح ہمارا دین ہمیں تعلیم دیتا ہے اسلامی تعلیمات کے پیش نظر حکام بالا کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ غریب طبقے اور بیروزگار مزدوروں کے روزگار کا انتظام کریں ۔اسکی بہترین مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ملتی ہے جب انہوں نے تقریباً1360 برس پہلے غریب ولاچار عوام کے لیے ایسے اصول رائج کیے تھے کہ انکی رعایا کو بھوکے پیٹ نہ سونا پڑے۔ انہوں نے تو باقاعدہ طور پہ تجربے بھی کیے تھے کہ روزانہ ایک شخص کو اوسطاً کتنی خوراک کافی ہو گی تاکہ اس حساب کے مطابق ان مزدوروں کے روزینے مقرر کیے جاسکیں۔[27]

---

[26] ایضاً،کتاب الزکوۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،باب ما جاءفی الصدقۃ علی ذی القرابۃ،(658)
āyḍāً,ktāb ālzkwẗ ʿn rswl āllh ply āllh ʿlyh wslm,bāb mā ğāʾfy ālpdqẗ ʿly ḏy ālqrābẗ658),)

[27] یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے،2/371

ywsf āldyn,āslām ky mʿāšy nẓryy371/2,

علاوہ بریں غریب ولاچار عوام کے حقوق کی ادائیگی کا جو طریقہ اسلام نے بتایا ہے وہ زکوٰۃ سے ممکن ہے جس کے ذریعے حکمران اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں اس پر آپ ﷺ کا بھی ارشاد ہے:

"توخذمن اغنیائهم فترد علی فقرائهم"[28]

(ترجمہ) یہ ان کے مالداروں سے لیکر ان کے غریبوں میں تقسیم کر دی جائیگی۔

اس طرح ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"آپؐ نے فرمایا تم میں ہر کسی سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"[29]

یہ حدیث مبارکہ بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ حکومت اپنی رعایا کے لیے جواب دہ ہے اور عالم مصائب میں اسے عوام کی مشکلات دور کرنے میں ہر ممکن کوشش کرنا ہو گی۔ اسلامی حکومت کو اسی بنا پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ زکوٰۃ کی وصولی کے ذریعے اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرے اور مشکل اوقات میں اپنی رعایا کی مدد کرے۔

سماجی تعاون

ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے روزازل سے ہی انسان امداد باہمی کے اصولوں پر کاربند ہے۔ ہر انسان ہر ایک فن میں مہارت نہیں رکھ سکتا اس لیے اسے زندگی کے ہر موڑ پر کسی نہ کسی سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اجیر شعبہ معاش کا اہم ستون ہے جو کسی بھی ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ان کے مالکوں کو اچھا سلوک روا رکھنا انکا بنیادی حق ہے جو کہ اسلام نے انہیں دلایا ہے۔ آپؐ کی حدیث مبارکہ ہے:

---

[28] بخاری، الجامع الصحیح ،کتاب الزکوة،باب آخذ الصدقة من الاغنیاء وتر فی الفقراء ،(1496)
bẖāry, ālğāmʿ ālpḥyḥ ,ktāb ālzkwẗ,bāb ʾẖḏ ālpdqẗ mn ālāġnyāʾ wtr fy ālfqrāʾ ,(1496)

[29] ایضاً، کتاب الجمه،باب الجمعه فی القری والمدن،(893)
āyḍāً, ktāb ālğmh,bāb ālğmʿh fy ālqry wālmdn,(893)

"ابوذر سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا،وہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کیا ہے اس لیے انہیں بھی وہی کھلاؤ جو خود کھاؤاور جو خود پہنو انہیں بھی وہی پہناؤ جو کام ان کی برداشت سے باہر ہو انہیں اس کی تکلیف نہ دو اگر کبھی ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ ڈالو تو خود بھی ان کی مدد کرو"[30]

احادیث کی رو سے اہل اسلام نے اجیر کو ہمیشہ وہ مقام اور احترام دیا ہے جو دنیا کی کسی اور قوم کو نہیں ملا تھا آپؐ خود مزدوروں کی عزت کرتے اور دوسرں کو بھی حکم فرماتے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے اگر اسکی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو نہ کسی کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی زیادتی کا شکار ہوتا ہے۔

ہمارا دین ایک ایسا مذہب ہے جو کبھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اپنے مسلمان بہن بھائیوں کو کسی بھی مصائب کے عالم میں تنہا چھوڑ دیا جائے مگر جب وباؤں کی صورت میں مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو بہت سارے لوگ اس لیے بھی مسائل کا شکار ہوتے ہیں کیونکہ پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑا ہونے کی بجائے اسطرح باہمی اعانت نہیں کی جاتی جسطرح ہمارا دین ہمیں سکھاتا ہے۔

صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایسی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں جب انہوں نے مصیبت یا آفت کی کشمکش میں ایک دوسرے کی اعانت فرمائی نہ کہ انہیں اکیلا چھوڑ دیا۔یوں تو دوران جنگ ہر کسی کو اپنی اپنی ہی جان کی فکر لاحق رہتی ہے مگر صحابہ کرام ان مواقع پر بھی اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر اپنے ساتھی بھائیوں کی مدد کے لیے کھڑے رہے۔

حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں:

---

[30] ابن ماجه ،السنن ، كتاب الاداب،باب احسان الى المالک،(3690)
ābn māğh ,ālsnn , ktāb ālādāb,bāb āḥsān āly ālmālk,3690))

"غزوہ حنین میں، میں نے ایک کافر کو دیکھا جو میرے ایک مسلمان بھائی پر غالب آنے کی کوشش میں تھا میں نے اپنے بھائی کی مدد کے لیے چکر دیتے ہوئے اس کافر کی گردن پر تلوار ماری مگر اسنے مجھے اسطرح دبوچ لیا کہ مجھے موت کی خوشبو آنے لگی اور مر کے ہی چھوڑا۔"[31]

اسی طرح قبیلہ اشعری کے لوگ جب ہجرت کر کے مدینہ میں آگئے تو ان سب میں اسقدر باہمی تعاون واشتراک تھا کہ دوران غزوات جب ان کے پاس سے زادراہ ختم ہو جاتا یا مدینہ میں اگر کوئی فقر وفاقہ میں مبتلا ہوتا تو ہر کسی کے گھر میں جو کچھ بھی ہوتا وہ لا کر سب کے سامنے رکھ دیا جاتا اور تمام لوگ اسے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے۔[32]

نہ صرف مرد بلکہ عورتیں بھی اپنی ہمسایہ بہنوں کی ہر مشکل اور پریشانی میں مدد کے لیے کھڑی ہو جاتیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنھا کو روٹی بنانا نہیں آتی تھی مگر انکی ہمسایہ بہنیں انکے لیے روٹی پکا دیا کرتی تھیں۔[33]

---

[31] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن ابو داؤد(الریاض:دارالاسلام1428ء) کتاب الجهاد،باب فی السلب یعطی القاتل، (2717)

ābw dāwd,slymān bn āšʿṯ, ālsnn ābw dāwd(ālryāḍ:dārālāslām1428ʾ) ktāb ālğhād,bāb fy ālslb yṭy ālqātl, (2717)

[32] مسلم ،بن الحجاج ،صحیح مسلم(نیشاپور:دارالخلافةالعلیة،1330ھ)ک کتاب الفضائل،باب من فضائل الاشعریین رضی الله عنهم، (6408)

mslm ,bn ālḥğāğ ,pḥyḥ mslm(nyšāpwr:dārālḫlāfẗālʿlyẗ1330,h(k ktāb ālfḍāyl,bāb mn fḍāyl ālāšʿryyn rḍy āllh ʿnhm, (6408)

[33] ایضاً،کتاب السلام،باب جواز ارداف المراة الاجنبیة ،(569)

āyḍāً,ktāb ālslām,bāb ğwāz ārdāf ālmrāẗ ālāğnbyẗ, 569

باہمی اتحادوتعاون کی روش نے صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کو ایک جان دو قالب بنایا ہوا تھا جسکی وجہ سے وہ دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی اور دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی وہ خود کو کبھی تنہا محسوس نہیں کرتے تھے صحابہ کرام نے ہمیشہ اپنی زندگی اس طریقے سے گزارنے کی کوشش کی جس طرح ان تک قرآن پاک کی تعلیمات پہنچیں اور جیسے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اقوال اور اعمال کو سنا اور دیکھا، اس لیے ہمیں بھی اپنی زندگیوں کو بہترین طریقے سے گزارنے کے لیے اسلام کے بتائے راستے پر چلنا چاہیے تاکہ مل جل کر ہر مصیبت اور پریشانی کا حل ڈھونڈا جاسکے۔

نتائج بحث:

کسی بھی وبا کے پھیل جانے سے نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بالخصوص صنعتی ملازمین (اجیر) کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس سے دنیا بھر کی مختلف انڈسٹریز میں بیگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ مختلف شعبہ جات کو دیکھا جائے تو سب پر وبا کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ بالخصوص انڈسٹریز پر اس کے واضح منفی اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جسکی وجہ سے ملکی معیشت اور بالخصوص یہاں کام کرنے والا اجیر طبقہ براہ راست متاثر ہوتا ہے اور انہیں اپنے روزگار سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔ جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ان حالات میں ان کے حقوق کا خیال کسطرح رکھا جائے؟

جس کے لیے ہجرت مدینہ کے وقت انصار کی مہاجرین کو روزگار دلانے میں کاوش یا اپنے روزگار میں شریک کرنا ہمارے لیے اہم مثال ہے۔ اس کے علاوہ وبائی دورانیہ میں تنخواہوں کی بروقت ادائیگی انکا اہم حق ہے ۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے اجیر کے حقوق کا بہت خیال رکھا ہے احادیث سے ثابت ہے کہ آجر کو متعدد بار حکم دیا گیا ہے کہ

مزدور کی اجرت کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اور ایسا کرنے والوں کے لیے آپؐ نے سزا کی وعید بھی سنائی ہے ۔اور آپ ﷺ نے اس میں بلاوجہ تاخیر سے بھی منع فرمایا ہے۔

مزید براں عزیز واقارب پر بھی لازم ہے کہ وہ مصائب وآلام میں ایک دوسرے کی مدد کریں جو کئی طریقوں سے ہو سکتی ہے جن میں بہترین طریقہ قرض حسنہ ہے جس کے ذریعے اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کی جاسکتی ہے اور مجبور وبے بس اجیر کو بلاسود قرض دینا اور واپسی قرض کے لیے آسانی تک مہلت دینا یا پھر صدقہ کر دینے کا اسلام میں بہت اجر ہے۔

اسلام میں آجر کو بطور مالک اپنے مزدور کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔باہمی تعاون کے متعلق آجر پر لازم ہے کہ وہ اپنے اجیر بھائی سے اسکی طاقت سے زیادہ کام نہ لے اور اس کے لیے وہی سب پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

نیز نظام معیشت ہو یا کوئی اور باہمی معاملات سب کو بہترین طریقے سے چلانے کے لیے اسلام نرمی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور کمزور کی دستگیری،ناداروں اور محتاجوں کی دادرسی کا حکم دیتا ہے۔

اسلام نے حقوق وفرائض کی بنیاد محبت اور صلہ رحمی پر رکھی ہے۔اسلام ہر حال میں تعلقات بنانے کو ترجیح دیتا ہے نہ کہ کسی وبا یا مصیبت کے وقت میں کسی کو اکیلا چھوڑنے پر۔صرف دوسرے لوگوں کو ہی نہیں بلکہ حکام بالا کو بھی اپنی غریب ولاچار عوام کی مدد کرنے کا بہترین طریقہ جو اسلام نے بتایا ہے وہ مالداروں سے زکوۃ موصول کر کے ضرورت مندوں تک پہنچانا ہے تاکہ حکمران بھی اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہو سکیں۔

المختصر زیر بحث مضمون میں بیان کردہ اسلامی تعلیمات اس بات کی تائید کرتی ہیں کی قرآن واحادیث کی روشنی میں اجیر طبقہ کے حق میں جو بھی رہنما اصول وضع کیے گئے ہیں ان کا نہ صرف زبانی پرچار کیا جائے بلکہ انہیں عملی زندگی میں بھی لاگو کیا جائے تاکہ معاشرے میں امن اور خوشحالی کی بالادستی قائم ہو۔